مغني اللبيب عن كتب الأعاريب

مولانا نور الرحمان ہزاروی

"وہ کتابیں اپنے آباء کی......" کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع و مصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ علم نحو کی مشہور کتاب "مغنی اللبيب عن كتب الأعاريب" کا تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

بسم الله الرحمن الرحيم

الشیخ الإمام العالم العلامة عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن ھشام الأنصاری المصری الخزرجی الشافعی الحنبلی گلستان نحو کے گل سر سبد ہیں۔ ان کا لقب جمال الدین اور کنیت ابو محمد ہے۔ نام، لقب اور کنیت سے زیادہ "ابن ھشام" سے پہچانے جاتے ہیں۔ ذی القعدہ/۷۰۸ھ بمطابق ۱۳۰۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ (دیکھیے بغية الوعاة: ۶۹/۲، شذرات الذهب: ۱۹۲/۶، النجوم الزاهرة: ۳۳۶/۱) آپ کا انتقال جمعہ کی رات کو ۵/ذی القعدہ ۷۶۱ھ بمطابق ۱۳۶۰ء میں قاہرہ ہی میں ہوا اور نماز جمعہ کے بعد قاہرہ ہی میں باب النصر کے باہر مقابر الصوفیہ میں دفن ہوئے۔ (حسن المحاضرة: ۵۲۶/۱، النجوم الزاهرة: ۳۳۶/۱) تفسیر، قراءت، نحو، صرف، فقہ، ادب اور لغت وغیرہ تمام علوم اس زمانے کے سر آمد روزگار شیوخ سے پڑھے...... تحصیل علم میں بہت زیادہ مشقت برداشت کی، غیر معمولی ذہانت سے مالا مال اور حیرت انگیز حافظہ سے بہرہ ور تھے۔ (حسن المحاضرة: ۵۲۶/۱) چار ماہ سے بھی کم عرصہ میں عمر بن حسین الخرقی کی "مختصر" زبانی یاد کرلی تھی۔ یہ ان کی وفات سے ۵ سال قبل کا واقعہ ہے۔ (الدرر الكامنة: ۳۰۸/۲، شذرات الذهب: ۱۹۱/۶، بغية الوعاة: ۶۸/۲) تفسیر، نحو، فقہ، ادب اور لغت سمیت کئی علوم عربیہ میں مکمل مہارت حاصل تھی۔ اپنے معاصرین بلکہ شیوخ سے بھی ان علوم میں فوقیت لے گئے تھے۔ (حسن المحاضرة: ۵۲۶/۱) ساتھ ساتھ ادیب اور شاعر بھی تھے (بغية الوعاة: ۶۹/۲، الدرر الكامنة: ۳۰۱/۲) بہت زیادہ متواضع، ملنسار، رقیق القلب، پرہیزگار، صاحب استقامت اور صابر و شاکر تھے۔ شروع میں شافعی المسلک تھے مگر وفات سے پانچ سال قبل حنبلی ہوگئے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ قاہرہ کے مدرسہ حنبلیہ میں تدریس کرنا چاہتے تھے جس کے لئے حنبلی ہونا بنیادی شرط تھی۔ چنانچہ انہوں نے "مختصر الخرقی" چار ماہ سے کم عرصہ میں حفظ کی اور حنبلی ہوگئے، جس پر انہیں وہاں تدریس مل گئی۔ (دائرۃ المعارف الإسلامیة: ۲۹۳/۱۔ ۲۹۴، دائرۃ المعارف: ۱۲۴/۴) علم نحو میں ان کو مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ اس فن کے امام تھے۔ نحو میں ان کی مہارت، مجتہدانہ بصیرت اور امامت کی گواہی بڑے بڑے اساطین علم نے دی ہے۔ محمد بن ابی بکر الدمامینی نے ایک مرتبہ ابن ھشام کے بیٹے سے کہا: "لو عاش سيبويه لم يمكنه إلا التلمذ لوالدك والقراءة عليه۔" (بغية الوعاة: ۶۹/۱، شذرات الذهب: ۱۹۱/۶، ۱۹۲) یوسف بن تغری بردی نے انہیں " الإمام العالم العلامة" کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "كان بارعاً في عدة علوم لاسيما العربية، فإنه كان فارسها ومالك زمامها۔" (النجوم الزاهرة: ۳۳۶/۱) محمد بن علی الشوکانی کہتے ہیں: "تفرّد بهذا الفن، وأحاط بدقائقه وحقائقه، وصار له من الملكة فيه مالم يكن لغيره۔" (البدر الطالع: ۴۰۱/۱) علامہ ابن خلدون کہتے ہیں "مازلنا، ونحن بالمغرب،

نسمع أنه ظهر بمصر عالم بالعربية يقال له ابن هشام ، أنحى من سيبويه۔"(بغية الوعاة:۲/۶۹،الدرر الكامنة:۲/۳۰۱) علامہ ابن حجرؒ کہتے ہیں "انفرد بالفوائد الغريبة، والمباحث الدقيقة، والاستدراكات العجيبة، والتحقيق البالغ، والاطلاع المفرط، والاقتدار على التصرف فى الكلام ، والملكة التى كان يتمكن بها من التعبير عن مقصوده بما يريد مسهبا وموجزا۔"(حاشية الأمير على المغنى :۲/۲۶)ان کے ہم عصر عالم عبدالوھاب بن علی السبکی کہتے ہیں:"إنه كان نحويّ وقته۔"ایک معاصر محقق حنا الفاخوری کہتے ہیں:"حجّة كلمته كلمة الفصل ، مَحجَة لأرباب الفكر لا ينكر له فضل ، يتناول الأصول والدقائق تناول المهيمن القدير۔"(مقدمه حاشيه شرح قطر الندىٰ وبل الصدى:ص۵)علوم عربیہ، تفسیر، حدیث، فقہ اور قراءت میں جن اساطین علم اور شیوخ کے سامنے انہوں نے زانوئے تلمذ طے کیا،ان میں شیخ شہاب الدین ابو فرج عبداللطیف بن المرحّل، شیخ شمس الدین محمد بن نمیر المعروف بابن السراج، شیخ تاج الدین علی بن عبداللہ التبریزی، شیخ تاج الدین عمر بن علی الفاکہانی، شیخ بدر الدین محمد بن ابراہیم المعروف بابن جماعہ اور ابو حیان نحوی قابل ذکر ہیں(بغية الوعاة:۲/۶۸، الدرر الكامنة:۲/۳۰۸، شذرات الذهب:۶/۱۹۱،حسن المحاضرة :۱/۵۲۶)ان کے شاگردوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے جن میں ان کے بیٹے محبّ الدین محمد، شیخ جمال الدین ابراہیم بن محمد اللخمی، ابراہیم بن محمد بن عثمان بن اسحاق الدجوی المصری النحوی، جمال الدین ابوالفضل محمد بن احمد بن عبدالعزیز النویری، عبدالخالق بن علی بن الحسین بن الفرات المالکی، علی بن ابی بکر بن احمد بن البالسی اور سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی جیسے بڑے بڑے سر آمد روزگار علماء شامل ہیں۔(حسن المحاضرة:۱/۵۲۷،الدرر الكامنة :۱/۶۰،۳/۳۳، بغية الوعاة :۱/۴۲۷،۲/۱۵۱،شذرات الذهب۶/۲۹۲،۶/۳۳۳،۶/۳۶۱،البدر الطالع:۱/۵۰۸)۔

انہوں نے پچاس کے قریب کتابیں لکھیں، جن میں بعض ضائع ہوگئیں۔کچھ تاحال غیر مطبوع ہیں۔ان میں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں (۱)الإعراب عن قواعد الإعراب (۲) الألغاز (۳)أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك الفيه (۴) التذكرة(۵)الجامع الصغير فى النحو(۶)الجامع الكبير(۷) حواشٍ على الألفيّة(۸)رسالة فى أحكام"لو" و "حتى"(۹)شذور الذهب فى معرفة كلام العرب(۱۰)شرح الجامع الصغير یہ امام محمدؒ کی کتاب الجامع الصغیر کی شرح ہے۔(۱۱) شرح شذور الذهب(۱۲)قطر الندى وبل الصدي(۱۳)شرح قطر الندى وبل الصدى(۱۴) المسائل السفرية فى النحو(۱۵) مسائل فى إعراب القرآن(۱۶)مسائل فى النحو وأجوبتها(۱۷)مغنى اللبيب عن كتب الأعاريب(۱۸) حاشية على مغنى اللبيب وغیرہ۔بعض حضرات نے ان کی طرف کچھ ایسی کتابوں کی نسبت بھی کی ہے جو ان کی نہیں ہیں مثلاً(۱)التيجان (۲) الجمل فى النحو (۳)شرح المفصل لابن يعيش(۴) شرح مقصورة ابن دريد(۵) الفوائد المحصورة فى شرح المقصورة(۶)نزهة الطرف فى علم الصرف۔ان میں پہلی کتاب تو ابن ھشام صاحب السیرۃ کی ہے، آخری کتاب احمد بن محمد المیدانی صاحب مجمع الامثال کی ہے اور باقی ابن ھشام محمد بن احمد اللخمی کی ہیں۔

ویسے تو علامہ ابن ھشامؒ کی ہر ایک کتاب ایک علمی شاہکار ہے جو ان کی علوم عربیہ خصوصاً علم نحو میں مہارت اور امامت پر شاہد عدل ہے۔ مگر ان میں "مغنى اللبيب عن كتب الأعاريب"کو جو مقام حاصل ہے وہ ان کی کسی اور تصنیف کو حاصل نہیں۔ یہ ان کی تمام دوسری کتابوں سے منفرد اور ممتاز ہے۔ محمد بن ابی بکر الدمامینی نے اس کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے۔

ألا إنّما مغنی اللبیب مصنَّف جلیل به النحویّ یحوی معانیه
وما هو إلا جنّة قد تز خرفت ألم تنظر الأبواب فیه ثمانیه

(کشف الظنون:ص:۱۷۵۱)

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:"وصل إلینا بالمغرب لهذه العصور دیوان من مصر منسوب إلی جمال الدین بن هشام من علمائها.........سمّاه بـ ((المغنی))فی الإعراب.........فوقفنا منه علی علم جمّ یشهد بعلو قدره فی الصناعة ووفور بصناعته منها.........فأتی من ذلك بشئ عجیب دالّ علی قوة ملکته واطلاعه."(مقدمۃ ابن خلدون: ص۱۲۶۷۔۱۲۶۸)انہوں نے یہ کتاب ۷۴۹ھ کو مکہ مکرمہ میں لکھی مگر مصر واپس آتے ہوئے ان سے راستہ میں ضائع ہو گئی، بعد ازاں انہوں نے ۷۵۶ھ کو اپنے دوسرے سفر مکہ مکرمہ کے دوران اسے دوبارہ لکھا۔(مغنی اللبیب:۱/۲۷)کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:"یہ کتاب لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میں نے نحوی ترکیب سے متعلق قواعد پر مشتمل ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا جس کا نام((الإعراب عن قواعد الإعراب)) تھا۔اس رسالہ کو طلبہ اور علماء نے بہت زیادہ پسند کیا اور اس سے بہت زیادہ مستفید ہوئے.........حالانکہ میرے ذہن میں محفوظ اور میرے حافظہ میں موجود ترکیبی قواعد اور نحوی نکات و فوائد کے مقابلہ میں اس رسالہ میں مذکور ضوابط و فرائد کی مثال ایسی تھی جیسے سمندر کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ اور ہیرے جواہرات سے بھرے ہار کے مقابلہ میں ایک چھوٹا سا موتی۔لہٰذا طلبہ کو مزید فائدہ پہنچانے کی غرض سے میں نے اپنے سینہ میں چھپے ان سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا۔"(مغنی اللبیب:۱/۲۷،۲۸)

عام طور پر نحات اپنی کتابوں میں نحو کے مقاصد اور مسائل کو ابواباً منقسم کرتے ہیں مثلاً ایک باب اسم کے بیان میں ہوتا ہے، دوسرا فعل اور تیسرا حرف کے بیان میں۔پھر اسم کا باب دو بابوں میں منقسم ہوتا ہے پہلا باب اسم معرب اور دوسرا باب اسم مبنی کے بیان میں ہوتا ہے، پھر اسم معرب کا باب تین ابواب میں منقسم ہوتا ہے پہلا باب مرفوعات، دوسرا منصوبات اور تیسرا مجرورات کے بیان میں ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔خود علامہ ابن ھشام کا بھی"شرح شذور الذهب ، شرح قطر الندی اور أوضح المسالك"میں تقریباً یہی طریقہ کار ہے مگر "مغنی اللبیب"میں انہوں نے دیگر نحات اور اپنی ان مذکورہ تصانیف سے ہٹ کر ایک منفرد اور اچھوتا انداز اختیار کیا ہے۔انہوں نے اپنی اس کتاب کو آٹھ ابواب میں منقسم کیا ہے۔

(۱) پہلا باب مفردات کی تفسیر اور ان کے احکام کے بیان میں ہے۔مفردات سے ان کی مراد اسماء ظروف اور ان کے علاوہ وہ اسماء ہیں جو معنی حرف کو متضمن ہوتے ہیں جیسے مَن استفہامیہ اور ما استفہامیہ وغیرہ۔مگر اسی باب میں انہوں نے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر ان اسماء کا بھی ذکر کیا ہے جو معنی حرف کو متضمن نہیں ہوتے جیسے کلا اور کلتا اسی طرح بعض افعال بھی اسی باب میں انہوں نے ذکر کئے ہیں جیسے حاشا، خلا اور عدا۔نیز باب اول میں انہوں نے تسہیل کے پیش نظر مفردات کو حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیا ہے مگر اس ترتیب میں انہوں نے صرف پہلے حرف کا اعتبار کیا ہے۔

(۲) دوسرا باب جملہ کی تفسیر، اس کے اقسام اور احکام کے بیان میں ہے۔اس باب میں انہوں نے اولاً جملہ کو تین اقسام اسمیہ، فعلیہ اور ظرفیہ میں منقسم کیا ہے، بعد ازاں انہوں نے جملہ کی ایک اور تقسیم بیان کی کہ جملہ دو قسم پر ہے(۱)صُغریٰ (۲) کُبریٰ۔اس کے بعد آگے چل کر انہوں نے وہ جملے بیان کئے جن کے لئے محل اعراب نہیں ہوتا چنانچہ ایسے جملے سات ہیں(۱) جملہ ابتدائیہ یا مستأنفه(۲) جملہ معترضہ (۳) جملہ تفسیریہ (۴) وہ جملہ جو جواب قسم واقع ہو (۵) وہ جملہ جو شرط غیر جازم کا جواب واقع ہو مگر" فاء"اور"إذا فجائیه"

کے ساتھ مقترن نہ ہو(۶)وہ جملہ جو صلہ واقع ہو(۷)وہ جملہ جو ان چھ جملوں میں سے کسی ایک کا تابع ہو۔اس کے بعد انہوں نے وہ جملے بیان کئے جن کے لئے محل اعراب ہوتا ہے چنانچہ ایسے جملے بھی سات ہیں(۱)وہ جملہ جو خبر واقع ہو۔(۲)وہ جملہ جو حال واقع ہو۔(۳)وہ جملہ جو مفعول واقع ہو۔(۴)وہ جملہ جو مضاف الیہ واقع ہو۔(۵)وہ جملہ جو شرط جازم کا جواب واقع ہو اور "فاء" یا" إذا فجائیه" کے ساتھ مقترن ہو۔(۶)وہ جملہ جو مفرد کا تابع ہو یعنی جو مفرد کی صفت ہو، مفرد پر معطوف ہو یا مفرد سے بدل ہو۔(۷)وہ جملہ جو ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا تابع ہو۔بعدازاں انہوں نے اس باب میں معرفہ اور نکرہ کے بعد آنے والے جملوں کے احکام تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

(۳)تیسرا باب شبہ جملہ یعنی ظرف اور جار مجرور اور ان کے فعل، شبہ فعل اور معنی فعل سے متعلق ہونے کے احکام کے بیان میں ہے اس باب میں انہوں نے ظرف اور جار مجرور کے فعل ناقص، فعل جامد اور حروف معانی سے متعلق ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں مفصل بحث کی ہے۔اور وہ حروف جارہ بھی بیان کئے ہیں جو فعل اور شبہ فعل وغیرہ سے متعلق نہیں ہوتے۔اس کے علاوہ اور بھی کئی مفید مباحث اس باب میں مذکور ہیں۔

(۴)چوتھا باب ان کلمات کے احکام اور مسائل کے بیان میں ہے جو نحو کے طالب علم کو اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔اس باب میں انہوں نے کئی مفید مباحث ذکر کئے ہیں مثلاً مبتدا اور خبر کے احکام اور ان کے درمیان فروق، فاعل اور مفعول کے احکام اور ان کے درمیان فروق، عطف بیان اور بدل کے احکام اور ان کے درمیان فروق، اسم فاعل اور صفت مشبہ کے احکام اور ان کے درمیان فروق، حال اور تمیز کے احکام اور ان کے درمیان فروق، حال کے اقسام، اسماء شرط اور اسماء استفہام کا اعراب اور ان کی ترکیبیں، مبتدا کو کہاں نکرہ لایا جاسکتا ہے، عطف کے اقسام، عطف الخبر علی الإنشاء اور اس کے عکس کا بیان، عطف الاسمیه علی الفعلیه اور اس کے عکس کا بیان، دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

(۵)پانچواں باب ان دس وجوہ کے بیان میں ہے جن کے باعث ترکیب کرنے والے پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ غلطی کر بیٹھتا ہے۔ان دس وجوہ کا جاننا نحو کے طالب علم کے لئے انتہائی ناگزیر ہے۔وجوہ عشرہ کے بیان کے بعد انہوں نے خاتمہ کے عنوان کے تحت کئی مفید مباحث ذکر کئے ہیں جن سے واقف ہونا نحو کے طالب علم کے لئے از حد ضروری ہے۔

(۶)چھٹا باب ان امور کے بیان میں ہے جو عام طور سے طلبہ اور علماء کے درمیان مشہور ہیں مگر غلط ہیں۔اس باب میں انہوں نے ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اصلاح بھی کی ہے۔بعدازاں خاتمہ کے عنوان کے تحت ترکیب کے لئے مزید کچھ ہدایات بیان کی ہیں۔

(۷)ساتواں باب ترکیب کے طریقہ کے بیان میں ہے۔اس باب میں انہوں نے ترکیب کرتے وقت الفاظ کی تعبیر کا طریقہ بیان کیا ہے اور ترکیب کے لئے لازم امور پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

(۸)آٹھواں باب قواعد کلیہ کے بیان میں ہے اس باب میں انہوں نے گیارہ قواعد کلیہ بیان کئے ہیں جن سے آگاہی حاصل کرنا نحو کے طالب علم کے لئے بہت ضروری ہے۔

علامہ ابن ھشامؒ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنی تمام کتابوں خصوصاً "مغنی اللبیب" میں سب سے پہلے اکثر و بیشتر قرآنی آیات کو استشہاد میں پیش کرتے ہیں، آیات قرآنیہ ہی میں نحوی قواعد کا اجراء اور تمرین کرتے ہیں اور ان میں مختلف ترکیبی احتمالات مکمل بسط اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔چنانچہ "مغنی اللبیب" میں انہوں نے ۱۹۸۰ آیات یا آیات کے ٹکڑے استشہاد میں پیش کئے۔ جبکہ "شرح

شذور الذهب''میں بطور استشہاد پیش کی جانے والی آیات یا ان کے ٹکڑوں کی تعداد ۱۵۵ اور ''شرح قطر الندی''میں ۳۰۰ سے زائد ہے۔ نحوی قواعد کے ثبوت کے لئے بعض قراء توں کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ حدیث نبوی کو بھی استشہاد میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ ان نحویوں کے مخالف ہیں جو حدیث نبوی سے استشہاد کی اجازت نہیں دیتے۔ چنانچہ انہوں نے ''مغنی اللبیب''میں بہتر مقامات پر باسٹھ احادیث کو استشہاد میں پیش کیا۔ جبکہ ''شرح شذور الذهب''میں ستائیس مقامات پر احادیث سے استشہاد کیا اور ''شرح قطر الندی''میں سترہ احادیث سے استشہاد کیا۔ اشعار کو بھی استشہاد میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ''مغنی اللبیب''میں انہوں نے نو سو پچاس، ''شرح قطر الندی''میں ڈیڑھ سو، ''شرح شذور الذهب''میں دو سو انتالیس اور ''أوضح المسالك''میں پانچ سو تراسی اشعار کو استشہاد اور دلیل میں پیش کیا۔ امثال اور اقوال فصحاء عرب کو بھی استشہاد میں پیش کرتے ہیں مگر بہت کم۔ چنانچہ ''مغنی اللبیب''میں انتیس مقامات پر بائیس امثال واقوال کو استشہاد میں پیش کیا جبکہ ''شرح شذور الذهب''میں سات مرتبہ چھ امثال اور ''شرح قطر الندی''میں تین امثال کو استشہاد میں پیش کیا۔

ان کا رجحان عموماً بصریین کے مذہب کی جانب ہے مگر کوفیین کی رائے اگر بصریین کی رائے کے مقابلہ میں مضبوط اور مدلل ہو تو کوفیین کی رائے قبول کر لیتے ہیں۔ کسی مسئلہ میں نحات کا اختلاف ہو تو سب کی آراء ذکر کرنے کے بعد قول راجح کو دلائل کی روشنی میں متعین کرتے ہیں۔ ہر مسئلہ کو عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں۔ ترکیب میں عموماً طلبہ اور علماء جو غلطیاں کرتے ہیں انہیں لازماً بیان کرتے ہیں، اس سلسلہ میں بسا اوقات واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

مسائل کے بیان میں انتہائی سہل الفاظ اور تعبیرات اختیار کرتے ہیں، بات انتہائی آسان انداز میں پیش کرتے ہیں۔ صاحب کافیہ کی طرح ایسے نہیں کرتے کہ عبارت چاہے چیستان اور معمہ ہی کیوں نہ بن جائے تاہم اختصار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

بعض حضرات نے علامہ ابن ھشامؒ پر چند اعتراضات بھی کئے ہیں (۱) وہ لفظ ''اعتبار''کو ''حسبان''اور ''عد''کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ (۲) تاکید کو مؤکد سے پہلے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ''المسألة نفسها''کہنے کے بجائے'' نفس المسألة''کہتے ہیں۔ (۳) عامل اور اس کے مفعول کے درمیان لام جارہ استعمال کرتے ہیں جیسے ان کی یہ عبارت'' الرافعين لقواعد الدين''......... مگر یہ تینوں اعتراض بے وزن ہیں کیونکہ (۱) ''اعتبار''کو'' حسبان''اور''عد''کے معنی میں استعمال کرنے کو''مجمع اللغة العربية''نے جائز قرار دیا ہے (المعجم الوسیط: ص ۵۸۰)۔ (۲)''نفس المسألة''میں تاکید کو مؤکد سے پہلے استعمال کرنے کی نہ صرف یہ کہ لغویین اور نحات نے اجازت دی ہے بلکہ یہ اسلوب استعمال بھی کیا ہے۔ (الکتاب لسیبویه: ۲/۳۸۷، لسان العرب: ۱/۲۵، الخصائص لابن جنی: ۲/۱۹۸) (۳) اسی طرح عامل اور اس کے مفعول کے درمیان لام جارہ اگر ان دو شرائط پر لایا جائے تو درست ہے (۱) وہ عامل متعدی بیک مفعول ہو (۲) نیز وہ تاخیر یا فرعیت (اسم فاعل، مفعول وغیرہ ہونے) کی وجہ سے ضعیف ہو چکا ہو اور علامہ ابن ھشامؒ نے ان دونوں شرائط کی رعایت کرتے ہوئے لام جارہ، عامل اور اس کے مفعول کے درمیان استعمال کیا ہے۔ خود قرآن مجید میں بھی یہ اسلوب مستعمل ہے۔ جیسے قول باری تعالیٰ: ﴿فعال لما يريد﴾ اور قول باری تعالیٰ: ﴿يا ايها الملأ أفتوني في رؤياي إن كنتم للرؤيا تعبرون﴾۔

مغنی اللبیب کی ان بیش بہا خصوصیات کی بنا پر اہل علم نے اس پر مختلف انداز سے کام کیا ہے۔ چنانچہ جن حضرات نے اس کی شرح لکھی ہے ان میں احمد بن محمد الشمنی، محمد بن ابی بکر الدمامینی، ابو باشر شمس الدین محمد بن عماد المالکی، احمد بن محمد الحلبی، مصطفیٰ بن حاج حسن الانطاکی اور نور الدین علی العسیلی المقری قابل ذکر ہیں۔ محمد بن عبد المجید السامولی الشافعی، شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم البیجوری اور احمد بن عبد الرحمن نے اس کی تلخیص کی ہے۔ دو حضرات نے اس پر حواشی لکھے ہیں (۱) محمد بن محمد الازھری (۲) محمد بن احمد الدسوقی۔ ابو النجا بن خلف المصری نے

اس کو منظوم کیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اس کے شواہد کی شرح لکھی ہے۔

یہ کتاب کئی جگہوں سے چھپی ہے۔ ۱۲۶۸ھ میں تہران سے، ۱۲۷۴ھ میں تبریز سے، ۱۳۰۵ھ، ۱۳۰۷ھ اور ۱۳۱۷ھ میں قاہرہ سے چھپی۔ المکتبۃ العصریہ بیروت نے اسے محمد محیی الدین عبدالحمید کی تحقیق کے ساتھ، دارالفکر دمشق نے مازن المبارک اور محمد علی حمداللہ اور دار الجیل بیروت نے حناالفاخوری کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا۔

ہمارے پیش نظر اس وقت اس کتاب کے دو نسخے ہیں۔ ایک نسخہ ڈاکٹر حسن محمد کی تحقیق کے ساتھ ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسے قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی نے چھاپا ہے اور یہ اس کا پہلا ایڈیشن ہے۔ ڈاکٹر حسن محمد کی تحقیق والا نسخہ درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

(۱) کتاب کے شروع میں ایک مختصر، جامع اور وقیع مقدمہ ہے جو علامہ ابن ھشامؒ کی سوانح حیات اور ان کی تالیفات کے تعارف پر مشتمل ہے۔

(۲) پوری کتاب پر اعراب لگائے گئے ہیں اور علامات ترقیم کا بھی بھرپور اہتمام کیا گیا ہے۔

(۳) آیات قرآنیہ، اشعار اور امثال عربیہ کی تخریج کی گئی ہے۔

(۴) اشعار کی ترکیب، مطلب، ان کی بحور، مصادر اور محل استشھاد کی تعیین اور شعراء کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ نیز اشعار کے مفردات کی لغوی تحقیق کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

(۵) ہر نحوی مسئلہ میں شائقین تحقیق کے لئے دیگر کتب نحو کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

(۶) بعض مقامات پر مفید تعلیقات، استدراکات اور تصویبات کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

(۷) کتاب سے استفادہ آسان کرنے کی غرض سے کتاب کے مباحث کو فصل در فصل تقسیم کیا گیا ہے۔

(۸) آخر میں کتاب کے مباحث کی ایک طویل فہرست بھی دی گئی ہے۔

جبکہ دوسرا نسخہ شیخ محمد بن احمد الدسوقی کے حواشی کے ساتھ ہے، جو مکمل ایک جلد میں ہے۔ اسے انتشارات زاھدی قم نے چھاپا ہے۔ کتاب کا متن حاشیہ پر ہے۔ ان حواشی میں شیخ الدسوقی نے کتاب کے مباحث کی خوب تشریح کی ہے۔ متن میں مذکور اختلافی مسائل پر مختصر مگر سیر حاصل بحث کی ہے، بعض مقامات پر ماتن سے اختلاف بھی کیا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود اس میں کچھ کمزوریاں باقی رہ گئی ہیں مثلاً انہوں نے آیات مبارکہ، اشعار اور امثال عربیہ کی تخریج نہیں کی، اشعار کا مطلب، ترکیب، ان کی بحور اور مصادر کا تعین اور شعراء کا تعارف نہیں کیا ہے۔

الغرض ''مغنی اللبیب'' کی بیش بہا خصوصیات کی بنا پر اس پر ہر حوالے سے کام تو بہت زیادہ ہوا ہے مگر جامع کام سے ابھی تک یہ کتاب تشنہ ہے۔ ابھی تک اس کی کوئی ایسی شرح نہیں لکھی گئی جس میں کتاب میں مذکور نحوی مباحث کی مکمل تشریح، بعض مغلق عبارات کا حل، آیات قرآنیہ، اشعار اور امثال عربیہ کی تخریج کی گئی ہو نیز اس میں اشعار کی ترکیب، مطلب، ان کی بحور، مصادر اور محل استشھاد کی تعیین۔ شعراء کا تعارف اور اشعار کے مفردات کی لغوی تحقیق کا اہتمام کیا گیا ہو۔ اس کتاب پر ایک ایسی جامع شرح لکھنے کی ضرورت تاہنوز باقی ہے جس میں ذکر کردہ تمام امور کا اہتمام کیا گیا ہو۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك أمراً۔

☆☆☆